اشارات

گذشتہ ماہ دسمبر کی ابتدا میں امریکہ کے قانون تحریم خمر (Prohibition Law) کی تنسیخ کا باقاعدہ اعلان ہوگیا، اور تقریباً چودہ برس کے بعد نئی دنیا کے باشندوں نے پھر "خشکی" سے "تری" کے حدود میں قدم رکھا۔ جمہوریہ امریکہ کی صدارت پر مسٹر روز ولٹ کا فائز ہونا خشکی پر تری کی فتح کا پہلا اعلان تھا اس کے بعد اپریل ۱۹۳۳ء میں ایک قانون سے ۲ء۳ فی صدی الکحل کی شراب کو جائز کیا گیا اور چند مہینے نہ گذرے تھے کہ دستور جمہوریہ امریکہ کی اٹھارویں ترمیم ہی منسوخ کردی گئی جس کی رو سے ریاہائے متحدہ کے حدود میں شراب کی خرید و فروخت درآمد و برآمد اور ساخت و پرداخت حرام قرار دی گئی۔

قانون کے ذریعہ سے اخلاق و معاشرت کی اصلاح کا یہ سب سے بڑا تجربہ تھا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اٹھارویں ترمیم سے پہلے کئی سال تک اینٹی سیلون لیگ (Anti-saloon League) رسائل و جراید، خطبا، تصاویر، میجک لینٹرن، سینما اور بہت سے دوسرے طریقوں سے شراب کی مضرتیں اہل امریکہ کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ اور اس تبلیغ میں اس نے پانی کی طرح روپیہ بہایا۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ تحریک کی ابتدا سے ۱۹۲۵ء تک نشر و اشاعت پر ساڑھے چھ کروڑ ڈالر صرف ہوئے، اور شراب کے خلاف جس قدر لٹریچر شائع کیا گیا وہ تقریباً ۹ ارب صفحات پر مشتمل تھا۔

اس کے علاوہ قانون تحریم کی تنفیذ کے مصارف کا جس قدر بار گذشتہ چودہ سال میں امریکی قوم کو برداشت کرنا پڑا ہے اس کی مجموعی مقدار ۴۵۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ بتائی جاتی ہے۔ اور حال میں ممالک متحدہ امریکہ کے محکمۂ عدل نے جنوری سنہ ۱۹۲۰ء سے اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء تک کے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی تنفیذ کے سلسلہ میں ۲۰۰ آدمی مارے گئے، ۵۳۴۳۲۵ قید کئے گئے ۶۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ کے جرمانے عائد کئے گئے، اور ۴۴۰۰۰۰۰۰ پونڈ مالیت کی املاک ضبط کی گئیں۔

جان و مال کے یہ ہولناک نقصانات صرف اس لئے برداشت کئے گئے کہ بیسویں صدی کی اس "مہذب ترین" قوم کو جس کا آفتاب علم و دانش نصف النہار پر پہنچا ہوا ہے، ام الخبائث کی بے شمار روحانی، اخلاقی، جسمانی، اور مالی مضرتوں سے آگاہ کیا جائے اور محفوظ رکھا جائے۔ لیکن تحریم سے پہلے کئی سال اور تحریم کے بعد کئی سال کی مسلسل کوششیں جن میں حکومت امریکہ کی طاقت بھی شریک تھی امریکی قوم کے عزم مے خواری کے آگے ناکام ہوگئیں۔ اور "تاریخ عالم کا سب سے بڑا اصلاحی مجاہدہ" آخر کار بے سود ثابت ہوا۔

تحریم خمر کی یہ ناکامی اور قانون تحریم کی یہ تنسیخ کچھ اس وجہ سے نہیں ہے کہ شراب کی جو مضرتیں اس قانون کے وضع کرنے اور دستور جمہوریہ میں اٹھارویں ترمیم کے منظور کرنے کی باعث ہوئی تھیں وہ اب منفعتوں سے بدل گئی ہیں، یا کسی نئے علمی اکتشاف نے ان خیالات کو غلط ثابت کر دیا ہے جو پہلے قائم کئے گئے تھے۔ برعکس اس کے آج پہلے سے بھی زیادہ وسیع و کثیر تجربات کی بنا پر یہ حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ قحبہ گری، زنا، لواطت، چوری، قمار بازی، قتل و خون اور ایسے ہی دوسرے اخلاقی مفاسد اس ام الخبائث کے قریب ترین رشتہ دار ہیں، اور مغربی اقوام کے اخلاق، صحت، معیشت اور معاشرت کی تباہی میں

اس کا بڑا حصہ ہے لیکن اس کے باوجود جس چیز نے آج حکومت امریکہ کو اپنا قانون واپس لینے اور حرام کو حلال کر دینے پر مجبور کر دیا وہ صرف یہ ہے کہ امت امریکیہ کی عظیم اکثریت کسی طرح شراب چھوڑنے پر راضی نہ ہوئی، اور وہی سلطنت جس کے دوٹ نے اب سے چودہ برس پہلے یہ چیز حرام کی تھی، اب اس کو حلال کرنے پر اصرار کرنے لگی۔

جہاں تک ہم کو معلوم ہے مے خواری کے نقصانات سے کسی بڑے سے بڑے حامی شراب نے بھی کبھی انکار نہیں کیا اور نہ کبھی مخالفین تحریم نے شراب کے محاسن کی کوئی ایسی فہرست پیش کی جو ان قبائح کے مقابلہ میں کچھ بھی وزن رکھتی ہو۔ جس وقت امریکن کانگریس کے سامنے رائے عام کی تائید سے اٹھارویں ترمیم پیش ہوئی تھی، اس وقت "خشکی" اور "تری" کے درمیان پوری طرح موازنہ کر لیا گیا تھا، اور انہی تمام مضرتوں اور خرابیوں کا لحاظ کرتے ہوئے کانگریس نے وہ ترمیم منظور کی تھی، ۴۶ ریاستوں نے اس ترمیم کی توثیق کی تھی، دار المبعوثین (House of Representatives) اور مجلس شیوخ (Senate) نے اس ترمیم کے مطابق قانون تحریم (Volstead Act) پاس کیا تھا۔ یہ سب کچھ امریکی قوم کی مرضی سے ہوا، اور جب تک تحریم کا معاملہ کاغذ اور زبان تک رہا، قوم خوش خوش اس کی تائید کرتی رہی۔ مگر جونہی کہ یہ تحریم عالم معاملہ میں آئی، تمام امت امریکیہ کا رنگ بدل گیا۔ ام الخبائث کے ہجر میں پہلی رات بسر کرتے ہی دنیا کی سب سے زیادہ متمدن، ذی علم، ذی ہوش، حقائق پسند اور ترقی یافتہ قوم دیوانی ہو گئی، اور اس نے جوش جنون میں وہ حرکتیں شروع کر دیں جن سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ قوم شرقی شاعری کے خیالی عاشقوں کی طرح فی الواقع اپنا سر پھوڑ ڈالے گی۔

اجازت یافتہ شراب خانوں کے بند ہوتے ہی تمام ملک میں لکھو کھا خفیہ شراب خانے (Speak easies and 'Blind pigs) قائم ہو گئے، جن میں قانون کی گرفت سے بچ کر شراب پینے پلانے بیچنے اور خریدنے کے عجیب عجیب طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ کسی شخص کو اپنے کسی دوست یا عزیز

کسی خفیہ شراب خانے اور اس کے مقررہ اشارے (Password) کا پتا بتا دینا ایک خاص مہربانی کا فعل سمجھا جاتا تھا۔ پہلے حکومت ان شراب خانوں کی تعداد، ان کی شرابوں کی نوعیت اور ان میں آنے جانے والوں کے حالات کی نگرانی کر سکتی تھی، مگر اب وہ اس کی نگرانی کے حدود سے آزاد تھے۔ اس لئے ان کی تعداد قبل تحریم کے اجازت یافتہ شراب خانوں سے کئی گنی زیادہ ہوگئی۔ ان میں ہر قسم کی بدترین شرابیں فروخت ہونے لگیں جو صحت کے لئے غایت درجہ مضر تھیں، اور ان میں کمسن لڑکوں اور لڑکیوں کی آمد و رفت بہت بڑھ گئی جس کے ہولناک نتائج سے ریاستہائے متحدہ کے اہل فکر میں عام اضطراب برپا ہوگیا۔

اٹھارویں ترمیم کی برکت سے امریکہ میں شراب کی قیمت پہلے سے کئی گنی زیادہ ہوگئی۔ اس طرح مے فروشی کا پیشہ ایک بڑا پرمنفعت پیشہ بن گیا، اور ہزاروں لاکھوں آدمی یہی کاروبار کرنے لگے۔ خفیہ مے خانوں کے علاوہ بکثرت پھیری لگانے والے مے فروش (Boot legger) پیدا ہوگئے جو گویا پھرتے چلتے مے خانے تھے۔ یہ لوگ مدرسوں، دفتروں، ہوٹلوں، تفریح گاہوں حتیٰ کہ لوگوں کے گھروں تک پہنچکر شراب بیچنے اور نئے نئے گاہک پیدا کرنے لگے۔ کم سے کم اندازہ یہ ہے کہ زمانہ قبل تحریم کی بہ نسبت بعد تحریم کے زمانہ میں امریکہ کے مے فروشوں کی تعداد دس گنی زیادہ ہوگئی تھی۔

شہروں سے گذر کر دیہات تک میں یہ کاروبار پھیل گیا تھا۔ اور گاؤں گاؤں شراب کشید کرنے کے خفیہ کارخانے قائم ہوگئے تھے۔ تحریم سے پہلے امریکہ میں عرق کشی کے اجازت یافتہ کارخانوں کی تعداد کل چار سو تھی۔ تحریم کے بعد سات سال کے اندر ۷۹۴۳۷، کارخانے گرفتار ہوئے۔ ۹۳۸۳۱ بھٹیاں پکڑی گئیں، پھر بھی شراب فروشی کے کاروبار میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ محکمہ تحریم کے ایک سابق کمشنر کا اندازہ ہے کہ "ہم کل کارخانوں اور بھٹیوں کا صرف دسواں حصہ پکڑ سکے"۔

اس طرح شراب کی مقدار میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ تخمینہ کیا گیا کہ تحریم کے زمانے میں امریکہ کے باشندے

ہر سال ۲۰ کروڑ گیلن شراب پی جاتے تھے یہ مقدارِ استعمال قبل تحریم کی مقدار سے بہت زیادہ ہے۔

پھر جو شراب اس قدر کثیر مقدار میں استعمال کی جاتی تھی وہ حد درجہ خراب اور مضر صحت تھی۔ اطبا کا بیان ہے کہ "اس چیز کو شراب کے بجائے زہر کہنا زیادہ صحیح ہے۔ اس کے حلق سے اترتے ہی معدے اور دماغ پر اس کے زہریلے اثرات مترتب ہونے شروع ہو جاتے ہیں، اور دو دن تک اعصاب اس سے متاثر رہتے ہیں۔ اس کے نشے میں انسان کسی خوش باشی اور خوش فعلی کے مطلب کا نہیں رہتا، بلکہ اس کی طبیعت عربدہ ہنگامہ آرائی اور ارتکاب جرم کی جانب مائل ہو جاتی ہے"۔

اس قسم کی شرابوں کی کثرت استعمال نے اہل امریکہ کی جسمانی صحت کو تباہ کر ڈالا۔ مثال کے طور پر شہر نیویارک کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریم سے پہلے ۱۹۱۸ء میں جہان الکحل کے اثر سے بیمار ہونے والوں کی تعداد (۳۷۴۱) اور مرنے والوں کی تعداد (۲۵۲) تھی، وہاں ۱۹۲۶ء میں بیمار ہونے والوں کی تعداد گیارہ ہزار اور مرنے والوں کی تعداد ساڑھے سات ہزار تک پہنچ گئی۔ ان کے علاوہ جو لوگ بالواسطہ شراب کے اثرات سے متاثر ہو کر ہلاک یا زندہ درگور ہوئے۔ ان کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح جرائم خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کے جرائم میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ امریکہ کے ججوں کا بیان ہے کہ ہمارے ملک کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ کبھی اتنی کثیر تعداد میں بچے بحالت نشہ گرفتار ہوئے ہوں۔ "جب کم سنی کے جرائم حد سے بڑھ گئے تو اس کی تحقیقات کی گئی اور ثابت ہوا کہ سنہ ۱۹۲۰ء سے نوجوانوں کی مے خواری اور عربدہ جوئی میں سال بسال زیادتی ہوتی جا رہی ہے، حتیٰ کہ بعض شہروں میں ۸ سال کے اندر دو سو فی صدی اضافہ ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۳۳ء میں امریکہ کی (National crime council) کے ڈائرکٹر کرنل موس (Moss.) نے بیان کیا کہ اس وقت

امریکہ کے ہر تین سو آدمیوں میں سے ایک آدمی جرائم پیشہ ہے۔ اور ہمارے ہاں قتل کے جرائم میں ساڑھے تین سو فی صدی اضافہ ہوا ہے۔

غرض چودہ سال کے اندر امریکہ میں تحریم خمر کے جو نتائج ظاہر ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے :-

قانون کا احترام دلوں سے اٹھ گیا اور سوسائٹی کے ہر طبقے میں خلاف ورزی قانون کی بیماری پھیل گئی۔

تحریم خمر کا اصل مقصد بھی حاصل نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس یہ چیز حرام ہونے کے بعد اس سے بھی زیادہ پی جانے لگی جتنی حلال ہونے کے زمانہ میں پی جاتی تھی۔

قانون تحریم کی تنفیذ میں حکومت کا اور خفیہ طریقہ سے شراب خریدنے میں رعایا کا بے حساب مالی نقصان ہوا۔ اور اس کے معاشی حالات تباہ ہو گئے۔

اس پر مزید امراض کی کثرت، صحت کی بربادی، شرح اموات میں اضافہ، اخلاق عامہ کا فساد، سوسائٹی کے تمام طبقات، خصوصاً نوخیز نسلوں میں ذمائم اور قبائح کا بکثرت شائع ہونا، اور جرائم میں غیر معمولی ترقی۔

یہ نتائج اس ملک میں حاصل ہوئے جو بیسویں صدی کے روشن ترین زمانہ میں مہذب ترین ملک سمجھا جاتا ہے جس کے باشندے اعلیٰ درجہ کے تعلیمیافتہ ہیں جن کے دماغ علم و حکمت کی روشنی سے منور ہیں جو اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

یہ نتائج اس حالت میں ظاہر ہوئے جبکہ کروڑہا روپیہ صرف کرکے اور کئی ارب رسالے اور کتابیں شائع کرکے تمام قوم کو شراب کے نقصانات سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔

یہ نتائج اس کے باوجود ظاہر ہوئے کہ امریکی قوم کی ایک بڑی اکثریت تحریم کی ضرورت کو تسلیم کر چکی تھی، اور تحریم کا قانون اس کی مرضی سے پیش اور پاس ہوا تھا۔

پھر ان نتائج کا ظہور ایسی حالت میں ہوا جبکہ امریکہ کی عظیم الشان سلطنت بیسویں صدی کی بہترین تنظیم کے ساتھ کامل چودہ سال تک شراب نوشی اور شراب فروشی کا قلع قمع کرنے پر تلی رہی۔

جب تک یہ نتائج ظاہر نہ ہوئے تھے، حکومت اور رعیت دونوں کی اکثریت شراب کو حرام قرار دینے پر متفق تھی اس لئے شراب حرام ہوگئی۔ مگر جب معلوم ہوا کہ قوم کسی طرح شراب چھوڑنے پر راضی نہیں ہے، اور زبردستی شراب چھڑانے کا نتیجہ پہلے سے بھی خراب نکلا ہے، تو اسی حکومت اور رعیت کی اکثریت نے شراب کو حلال کر دینے پر اتفاق کر لیا۔

اب ذرا ایک نظر اس ملک کی حالت پر ڈالئے جو اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے تاریک ترین زمانے میں سب سے زیادہ تاریک ملک شمار ہوتا تھا، باشندے جاہل، علم و حکمت کا نام و نشان نہیں، تمدن و تہذیب کا پتہ نہیں، پڑھے لکھوں کا شمار انگلیوں پر ہو، اور وہ بھی ایسے کہ آج کل کے کم سواد بھی ان سے زیادہ علم رکھتے ہوں گے، موجودہ زمانے کے تنظیمی ادارات اور وسائل یکسر مفقود، حکومت کا نظام بالکل ابتدائی حالت میں، اور اس کو بھی قائم ہوئے چند سال سے زیادہ نہ ہوئے تھے باشندوں کا حال یہ کہ شراب کے عاشق ان کی زبان میں شراب کے تقریباً ڈھائی سو نام پائے جاتے ہیں جس کی مثال شاید دنیا کی کسی زبان میں نہ ملے گی۔ یہ شراب کے ساتھ ان کے غیر معمولی شغف کا ثبوت ہے۔ اور اس کا مزید ثبوت ان کی شاعری ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اور لازمۂ حیات سمجھی جاتی تھی۔

اس حالت میں وہاں شراب کا مسئلہ پیش ہوتا ہے، اور رسول خدا ﷺ ....

پوچھا جاتا ہے کہ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ خدا کا ارشاد ہے۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا - (۲: ۲۷)

تجھ سے شراب اور جوے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ ان سے کہدے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔ مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے زیادہ ہے

یہ کوئی حکم نہ تھا۔ بلکہ محض شراب کی حقیقت بتائی گئی تھی کہ اس میں اچھائی اور برائی دونوں موجود ہیں۔ مگر برائی کا پہلو غالب ہے۔ اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ قوم کے ایک گروہ نے اسی وقت سے مے خواری چھوڑ دی۔ تاہم اکثریت بدستور شراب کی خوگر رہی۔

پھر دوبارہ شراب کے بارے میں حکم پوچھا گیا، کیونکہ بعض لوگ نشے کی حالت میں نماز پڑھنے اور غلطیاں کر جاتے تھے۔ اس پر رسول خدا نے اپنے خدا کی طرف سے یہ حکم سنایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (۴: ۷)

اے ایمان لانے والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ (نماز تم کو اس حالت میں پڑھنی چاہیے جبکہ) تم جان سکو کہ کیا کہہ رہے ہو۔

یہ حکم سنتے ہی لوگوں نے مے خواری کے لئے اوقات مقرر کر لئے اور عموماً فجر اور ظہر کے درمیان یا عشا کے بعد شراب پی جانے لگی تاکہ نشے کی حالت میں نماز پڑھنے کی نوبت نہ آئے یا نشے کی وجہ سے نماز نہ ترک کرنی پڑے۔

مگر شراب کی اصلی مضرت ابھی باقی تھی۔ نشے کی حالت میں لوگ فساد برپا کرتے تھے اور خون خرابے تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ اس لئے پھر خواہش کی گئی کہ شراب کے بارے میں صاف اور قطعی حکم

بتایا جائے۔ اس پر ارشاد ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ. وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (۵:۱۲)

اے ایمان لانے والو! شراب اور جوا اور بُت اور پانسے، یہ سب شیطان کی ساختہ و پرداختہ گندگی ہیں۔ لہٰذا تم اس گندگی سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ اس پرہیز سے تم کو فلاح نصیب ہوگی۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈالدے اور تم کو خدا کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تو کیا یہ معلوم ہوجانے کے بعد اب تم باز آؤ گے؟ اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی بات مانو اور باز آجاؤ۔ اگر تم نے سرتابی کی تو جان رکھو کہ ہمارے رسول کا کام صرف اتنا ہے کہ پیغام کو صاف صاف پہنچا دے۔

یہ حکم آنا تھا کہ وہی شراب کے رسیا اور دختِ رز کے عاشق جو اس چیز کے نام پر جان دیتے تھے یکایک اس سے نفور ہوگئے۔ تحریمِ شراب کی منادی سنتے ہی شراب کے مٹکے توڑ دیے گئے، مدینے کی گلیوں میں شراب کے نالے بہ گئے۔ ایک محفل میں مے نوشی ہو رہی تھی اور دس گیارہ اصحاب شراب کے نشے میں چور تھے۔ اتنے میں رسول اللہ کے منادی کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی اور اسی نشے کی حالت میں حکمِ خدا کا یہ احترام کیا گیا کہ فوراً شراب کا دور رک گیا اور مٹکے توڑ ڈالے گئے۔ ایک اور شخص کا واقعہ ہے کہ وہ شراب پی رہا تھا، منہ سے پیالہ لگا ہوا تھا۔ کسی نے آکر تحریمِ خمر کی آیت پڑھی۔ فوراً پیالہ اس کے لبوں سے الگ ہوگیا۔ اور پھر ایک

قطرہ بھی حلق کے نیچے نہ اترا۔ اس کے بعد جس کسی نے شراب پی اس کو جوتوں، لکڑیوں، لات مکوں سے پیٹا گیا، پھر چالیس کوڑوں کی سزا دی گئی، پھر اس جرم کے لئے ۸۰ کوڑوں کی سزا مقرر کردی گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ عرب سے مے خواری کا نام و نشان مٹ گیا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ۔ اور پھر اسلام جہاں جہاں پہنچا، اس نے قوموں کو آپ سے آپ "خشک" اور "پرہیزگار" بنا دیا۔ حتیٰ کہ آج بھی جبکہ اسلام کا اثر بہت ضعیف ہوچکا ہے، دنیا میں کروروں انسان ایسے بستے ہیں جو کسی "قانون تحریم"، اور کسی نظام تعزیری کے بغیر شراب سے کلی اجتناب کرتے ہیں۔ مسلمان قوم میں اگر مردم شماری کر کے دیکھا جائے کہ مے خواروں کی تعداد کا فی صدی اوسط کیا ہے تو شاید یہ قوم اب بھی دنیا کی تمام قوموں سے زیادہ پرہیزگار پائی جائے گی۔ پھر اس میں جو لوگ شراب پیتے بھی ہیں، وہ بھی اس کو گناہ سمجھتے ہیں، دل میں اپنے فعل پر نادم ہوتے ہیں، اور بسا اوقات خود بخود تائب ہوجاتے ہیں۔

عقل و حکمت کی مملکت میں آخری فیصلہ تجربہ و مشاہدہ پر منحصر ہوتا ہے۔ یہ شہادت کبھی جھٹلائی نہیں جاسکتی۔ اب آپ کے سامنے ایک تجربہ امریکہ کا ہے اور دوسرا تجربہ اسلام کا۔ دونوں کا فرق بالکل ظاہر ہے، اور یہ آپ کا کام ہے کہ ان کا تقابل کر کے اس سے سبق حاصل کریں۔

امریکہ میں برسوں تک شراب کے خلاف تبلیغ کی گئی۔ کروروں روپیہ اس کی مضرتوں کے اعلان و اشتہار پر صرف کیا گیا۔ فن طب سے، اعداد و شمار کی شہادتوں سے، عقلی استدلالات سے اس کے جسمانی، اخلاقی، معاشی نقصانات اس طرح ثابت کئے گئے کہ ان سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تصویروں کے ذریعہ سے شراب کی مضرتیں برائی العین مشاہدہ کرادی گئیں اور پوری کوشش کی گئی کہ لوگ خود اس کی خرابیوں کے قائل ہو کر اس کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہوجائیں۔ پھر قوم کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت (کانگریس) نے اکثریت کے ساتھ اس کی تحریم کا فیصلہ کیا، اور اس کے لئے قانون پاس

کیا گیا۔ پھر حکومت نے (اور اس حکومت نے جو اس وقت دنیا کی عظیم ترین طاقتوں میں سے ہے) اس کی خرید و فروخت، ساخت و پرداخت، درآمد و برآمد کو روکنے کے لئے اپنی ساری قوتیں صرف کرڈالیں، مگر قوم (اور وہ قوم جو اس وقت تعلیم یافتہ اور روشن خیال قوموں کی صف اول میں ہے) اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئی، اور جب قوم آمادہ نہ ہوئی تو چودہ پندرہ برس کی قلیل مدت ہی میں قانون حرام کو پھر حلال کردینے پر مجبور ہو گیا۔

دوسری طرف اسلام میں شراب کے خلاف کوئی پروپگنڈا نہیں کیا گیا۔ نشر و اشاعت پر ایک پیسہ بھی صرف نہ ہوا۔ کوئی انٹی سیلون لیگ قائم نہیں کی گئی۔ اللہ کے رسولؐ نے بس اتنا کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے شراب حرام کردی ہے، اور جونہی کہ یہ حکم اس زبان سے نکلا، تمام قوم (اور وہ قوم جو شراب کے عشق میں اہل امریکہ سے بڑھ کر تھی مگر اصطلاحی علم و دانش میں ان سے کوئی نسبت نہ رکھتی تھی) شراب سے باز آگئی، اور ایسی باز آئی کہ جب تک وہ اسلام کے دائرے میں ہے اس کا "خشکی" سے "تری" کی جانب تجاوز کرنا ممکن نہیں ہے۔ "خشکی" کے حصار میں بند رہنے کے لئے وہ کسی حاکمانہ قوت، کسی احتساب، اور کسی نظام تعزیری کے محتاج نہیں ہیں۔ اگر کوئی قوت جابرہ موجود نہ ہو تب بھی اس سے باز رہیں گے، کیونکہ یہ تحریم ایسی تحریم نہیں ہے جس کو کسی طرح تحلیل سے بدلا جاسکتا ہو۔ اگر تمام عالم کے مسلمان بالاتفاق شراب کی تائید میں ووٹ دے دیں، تب بھی یہ حرام کبھی حلال نہیں ہوسکتا۔

آپ اس عظیم الشان تفاوت کے اسباب پر غور کریں گے، تو اس سے چند ایسی باتیں معلوم ہوں گی جو نہ صرف شراب کے معاملہ میں، بلکہ قانون و اخلاق کے تمام مسائل میں اصول کلیہ کا حکم رکھتی ہیں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ شئون حیات انسانی کی تنظیم میں اسلام اور دنیوی قوانین کے درمیان ایک بنیادی فرق ہے۔ دنیوی قوانین کا انحصار سراسر انسانی رائے پر ہے اس لئے وہ نہ صرف اپنے کلیات

بلکہ ہر ہر جزئیہ میں عوام یا خواص کی رائے کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہیں۔ اور انسانی رائے کا (خواہ وہ عوام کی ہو یا خواص کی) حال یہ ہے کہ وہ ہر آن انسانی میلان و عواطف خارجی اسباب و عوامل اور علم و عقل کے تغیر پذیر احکام سے (جو ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ صحیح ہوں) متاثر ہوتی رہتی ہے۔ ان تاثرات سے آراء و افکار میں تغیر واقع ہوتا ہے، اس تغیر سے لازمی طور پر اچھے اور برے صحیح اور غلط جائز اور ناجائز حرام اور حلال کے معیارات بدلتے رہتے ہیں، اور ان کے بدلنے کے ساتھ ہی قانون کو بھی بدل جانا پڑتا ہے اس طرح اخلاق اور تہذیب کا کوئی پائدار مستقل، ناقابل تغیر معیار قائم ہی نہیں ہونے پاتا۔ انسان کا تلون قانون پر حکمرانی کرتا ہے، اور قانون کا تلون انسانی زندگی پر۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی نومشق آدمی موٹر چلا رہا ہو۔ اور اس کے ناآزمودہ کار ہاتھ بے قاعدگی کے ساتھ اسٹیرنگ کو کبھی ادھر اور کبھی ادھر گھمار ہے ہوں۔ اس کی ان بے قاعدہ گردشوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ موٹر کی حرکت بھی بے قاعدہ اور غیر مستقیم ہوگی۔ وہ استقلال کے ساتھ کسی ایک متعین راستہ پر نہ چل سکیگی، اور جب وہ آڑی ترچھی رفتار سے چلیگی تو خود چلانے والے حضرت ہی پر اس کا اثر پڑیگا کبھی وہ سیدھے راستہ پر ہوں گے اور کبھی ٹیڑھے راستہ پر، کہیں کسی گڑھے میں جا گریں گے، کہیں کسی دیوار سے ٹکرائیں گے۔ اور کہیں نشیب و فراز کے دھکے کھائیں گے۔

بخلاف اس کے اسلام میں قانون و اخلاق کے کلیات تمام تر، اور جزئیات بیشتر خدا اور رسولؐ کے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ انسانی رائے کو ان میں ذرہ برابر دخل نہیں ہے، اور جزئیات میں کسی حد تک دخل ہے بھی تو وہ صرف اس قدر ہے کہ زندگی کے تغیر پذیر حالات کا لحاظ کرتے ہوئے ہم ان کلی احکام اور جزئی نظائر سے حسب موقع نئے جزئیات مستنبط کرتے رہیں جن کو لازماً اصول شرع کے مطابق ہونا چاہئے۔ اس الٰہی وضع قانون کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اخلاق اور تہذیب کا ایک مستقل اور غیر تغیر پذیر معیار موجود ہے۔ ہمارے اخلاقی و مدنی قوانین میں تلون کا نام و نشان تک نہیں ہے

ہمارے ہاں کل کا حرام آج حلال اور کل پھر حرام نہیں ہوسکتا۔ یہاں تو جو حرام کر دیا گیا وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے، اور جو حلال کر دیا گیا وہ قیامت تک حلال ہے۔ ہم نے اپنی موٹر کا اسٹیرنگ ایک ماہر کامل کے ہاتھ میں دیدیا ہے۔ اب ہم مطمئن ہیں کہ وہ موٹر کو اور ہم کو سیدھے رستے پر چلائے گا۔ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ (۱۴ : ۴)

اس میں ایک دوسرا اہم نکتہ بھی ہے۔ دنیوی طاقتیں انسانی زندگی کے لئے ضوابط بنانے اور اخلاق، معاشرت اور تمدن کی اصلاح کرنے کے لئے ہمیشہ اس کی محتاج رہتی ہیں کہ ہر جزئی معاملہ میں پہلے عوام کو اصلاح کے لئے راضی کریں، پھر عمل کی جانب قدم بڑھائیں۔ ان کے قوانین کی ہر دفعہ اپنے نفاذ کے لئے عامہ خلائق کی رضا پر منحصر ہوا کرتی ہے اور جس اصلاحی یا تنظیمی قانون کا نفاذ عوام کی رضا کے خلاف کر دیا گیا ہو اسے بعد از خرابیہائے بسیار منسوخ کرنا پڑتا ہے۔ یہ نہ صرف امریکہ کا تجربہ ہے بلکہ تمام دنیا کے تجربات اس پر شہادت دے رہے ہیں اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیوی قوانین درحقیقت اصلاح اخلاق و معاشرت کے معاملہ میں قطعاً ناکارہ ہیں۔ کیونکہ جن بگڑے ہوئے لوگوں کی وہ اصلاح کرنا چاہتے ہیں انہی کی رضا پر جو لامحالہ اس بگڑی ہوئی ذہنیت ہی کے زیر اثر ہے ان کا نفاذ منحصر ہے۔

اسلام نے اس اشکال کو ایک دوسرے طریقہ سے حل کیا ہے، اور آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اس مشکل کا کوئی حل بجز اس کے نہیں ہے۔ وہ تمدن، معاشرت اور اخلاق کے مسائل کو چھیڑنے، اور قوانین شریعت کی اطاعت کا مطالبہ کرنے سے پہلے انسان کو دعوت دیتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لے آئے۔ یہ بات یقیناً انسان کی رضا پر منحصر ہے کہ وہ ایمان لائے یا نہ لائے مگر جب وہ

ایمان لے آیا تو اس کی رضا و عدم رضا کا کوئی سوال باقی نہ رہا۔ اب خدا کی طرف سے اس کا رسول جو حکم بھی دے، اور خدا کی کتاب جو قانون بھی مقرر کرے وہ اس کے لئے واجب الاطاعت ہے اس ایک اصل الاصول کے قائم ہو جانے کے بعد شریعت اسلامی کے تمام قوانین اس پر نافذ ہو جائیں گے اور کسی جزئی یا کلی مسئلہ میں اس کی رضامندی یا نارضامندی کا دخل نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں جو کام کروڑوں بلکہ اربوں روپے کے صرف اور بے نظیر تبلیغ و اشاعت اور حکومت کی زبردست کوششوں کے باوجود نہ ہو سکا وہ عالم اسلامی میں خدا کی جانب سے رسولِ خدا کی صرف ایک منادی سے ہوگیا

تیسری سبق آموز بات یہ ہے کہ کوئی انسانی جماعت خواہ کتنی ہی علوم و فنون کی روشنی سے بہرہ ور ہو، اور خواہ عقلی ترقیات کے آسمان ہی پر کیوں نہ پہنچ جائے، اگر وہ آلہی قوانین کی تابع فرمان نہ ہو اور ایمان کی قوت نہ رکھتی ہو، تو کبھی ہوائے نفس کے چنگل سے نہیں نکل سکتی اس پر خواہشات نفسانی کا غلبہ اتنا شدید رہے گا۔ کہ جس چیز پر اس کا نفس مائل ہوگا، اس کی مضرتیں اگر آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر کے دکھا دی جائیں، اگر اس کے خلاف سائنس (یعنی پرستاران عقل کے معبود) کو بھی گواہ بنا کر لا کھڑا کیا جائے۔ اگر اس کے مقابلہ میں اعداد و شمار کی بھی شہادت پیش کر دی جائے (جو ارباب حکمت کی نگاہ میں ہرگز جھوٹی نہیں ہو سکتی)، اگر اس کی خرابیاں تجربہ و مشاہدہ سے بھی ثابت کر دی جائیں، تب بھی وہ کبھی اپنے نفس کے معشوق کو نہ چھوڑے گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان میں حاسّہ اخلاقی پیدا کرنا اور اس کے ضمیر کی نہ صرف تشکیل کرنا، بلکہ اس میں اتنی طاقت بھر دینا کہ وہ نفس پر غالب آ جائے نہ علم و حکمت کے بس کی بات ہے۔ اور نہ عقل و خرد کی۔ یہ کام بجز ایمان کے اور کسی چیز کے ذریعہ سے انجام نہیں پا سکتا۔